



زورگاہِ خدا مردے بعد اعزاز سے آید      مبارک بادت اے مریم کہ عیسیٰ باز سے آید

سَيِّدُ الْقَوْمِ خَادِمُهُمْ۔۔۔ قوم کا سردار قوم کا خادم ہوتا ہے (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم)

**بخدمت جناب مرزا مسرور احمد صاحب**

**قائد جماعت احمدیہ انتخابی خلافت گروپ**

**السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ**

محترم! سب سے پہلے تو میں آپ کو دعوتِ ایمان دیتا ہوں اور یہ اطلاع پہنچا کر اپنے فرض سے سبکدوش ہوتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق اسلامی پندرھویں صدی ہجری کے مجدد حضرت عبدالغفار جنبہ<sup>ؑ</sup> مبعوث ہو چکے ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے غلام امام مہدی مسیح موعود حضرت مرزا غلام احمدؒ کی پیشگوئیوں کے مطابق موعود محمدی مسیح عیسیٰ ابن مریم اور مصلح موعود بھی ہیں۔ دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ایمانی جرأت عطا فرمائے تا آپ اس صدی کے امام پر ایمان لا کر مومنین میں شامل ہو جائیں۔ آمین!

محترم! اللہ تعالیٰ کے لشکر جن کا شمار ممکن نہیں ان میں سے ایک حقیر سے نا دیدہ وائرس کے مقابل پر اپنی تہذیب، تمدن، علم اور عظیم الشان سائنسی ترقیات پر گھمنڈ کرنے والا انسان کامل بے بسی اور عجز کی تصویر بنا ہوا ہے۔ ہر چیز بدل گئی۔ سب کچھ زیرِ زبر ہونے کو ہے۔ تاریخ عالم میں اپنی نوعیت کا یہ منفرد واقعہ ہے جس کے ہمہ جہتی اثرات سے روئے زمین پر بسنے والوں میں سے کوئی ایک فرد بھی باہر نہیں۔ حج و عمرہ موقوف ہونے کے اندیشے ہیں۔

آپ ہیں کہ حیران کن طور پر اظہار من الشمس حقائق کو بوجہ تکبر تحریف کی نظر سے دیکھتے ہوئے اپنے متبعین کو گمراہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ یہ عالمی و با کوئی نشان نہیں۔ اگر یہ نشان ہوتا، تو سب سے پہلے میں اعلان کرتا کہ یہ ایک نشان ہے۔ اگر میں اسے کسی قسم کا نشان سمجھتا تو احتیاطی تدابیر سے روکتا۔ حالانکہ **در داٹھ اٹھ کے بتاتا ہے ٹھکانہ دل کا**

جس نشان کی ہیبت نے آپ ایسے درباریوں کی کہکشاؤں میں گھرا رہنے کے عادی کو سماجی دوری، جبری تنہائی اور روزمرہ کے معمولات بدلنے پر مجبور محض کر رکھا ہے۔ نشان نہ کہنا معلوم!

آپ کی قلبی کیفیت کو سمجھنا کوئی مشکل نہیں۔ نشان کہیں تو **وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّى نَبْعَثَ رَسُولًا** (بنی اسرائیل - ۱۶) کی حقیقت تسلیم کرتے ہوئے مجدد صدی پانزدہم ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی کے حقیقی مصداق نشانِ رحمت زکی غلام مسیح الزمان حضرت عبدالغفار جنبہ<sup>ؑ</sup>

کے دعویٰ کا اثبات کرنا پڑتا ہے اور آگ سے بنی ہوئی مخلوق (جو خود کو اعلیٰ سمجھتی ہو) کیلئے یہ مرحلہ طے کرنا بڑا مشکل ہے کہ وہ خاکی مخلوق کی اطاعت کرے۔

**تجھے میں جان جہاں کوہ کے پار مان گیا**

**جو تیری راہ میں مشکل ہے اس کو جان گیا**

انکار کی نفسیات نے آج آپ کی تصویر منکرین امام مہدیؑ کی تصویر میں ملادی ہے۔ منکرین امام سے یک رنگی مبارک اس اُمید موہوم پر کہ عذاب کے وقت تو پہاڑ بھی بید لرزاں کی طرح کانپ رہے ہوتے ہیں۔ دلوں کی سختی کم ہو جاتی ہے۔ اور قبولیت کا مادہ بڑھ جاتا ہے۔ پتھروں میں بھی روئیدگی کے آثار نظر آجاتے ہیں۔ کوئی قوم خواہ کتنی ہی لاپرواہ اور انکار میں بڑھ جائے، نصیحت نہیں چھوڑنی چاہیے۔ اب دیکھتے ہیں سعادت غالب آتی ہے یا شقاوت۔ گو متکبرین کو خیر خواہی پسند نہیں۔ لیکن ہمیں تو خیر خواہی کی باتیں کرنا ہیں۔ آخر آپ بھی تو ہمارے امام اور مطاع مسیح آخر الزمان کی طرف منسوب ہوتے ہیں اور انہی کا نام بھی لیتے ہیں۔

آپ کے پیشروؤں کا کہنا ہے کہ قوموں کے سربراہ جب ذہنی توازن کھو بیٹھتے ہیں تو ان کی قومیں بھی ان کے نصیب سے حصہ پاتی ہیں۔ زوال کے ہمہ گیر اثرات کے بسبب نوبت بایں جا رسید کہ آپ ایک ایسی جماعت کے سربراہ بنا دیئے گئے ہیں جس کے افراد ایک راستباز انسان کی عقیدت میں ایک جبری اور استبدادی نظام کے بے رحم شکنجے میں آچکے ہیں۔ ستم بالائے ستم سراب کو حقیقت سمجھتے ہوئے اپنی تقدیر پر نازاں و فرحاں بھی ہیں۔

عوام الناس چونکہ اپنے سرداروں کے دین پر ہوتے ہیں۔ ان کی تقدیر آپ کے ہاتھ میں دے دی گئی ہے۔ اور آپ کو ورلی زندگی میں زینت کے سامان اور جو اموال حاصل ہیں انہی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے آپ نے مخلوق خدا کو برگشتہ کر رکھا ہے اور ان کی گمراہی کا بھی سبب آپ ہی ہیں۔

جو اپنے رب سے ڈرتا ہے اُسے تنبیہ ہی کی جاسکتی ہے۔ اس دنیا میں قوموں کو جو دولت، شوکت اور عددی اکثریت حاصل ہوتی ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے امتحان ہوتا ہے کہ کون شکرگزار اور بندگی کی راہ اختیار کرتا ہے اور کون سرکشی و طُغیانی کی راہ پر چلتا ہے۔ مہلت کی ایک مدت تو انہیں ملتی ہے۔ جس کے بعد اللہ تعالیٰ ان کے نام و نشان مٹا دیتا ہے۔

جناب مرزا مسرور احمد صاحب! آپ کی آج کی فردِ جرم تو سو سال کی چیرہ دستیوں اور دراز دستیوں کا قصہ ہے۔ آپ لوگ اس اُمت کے وہ اُخبار اور ربیان ہو جو لوگوں کے معاشی استحصال کے علاوہ ان کو اللہ تعالیٰ کے راستے سے بھی روکتے ہیں۔ اپنے دجالی نظام کے ذریعے سے حق و صداقت قبول کرنے والوں کو شعب ابی طالب کی تمثیل دکھا کر ڈراتے ہیں۔ خدا کی طرف جانے والے ہموار رستے میں کجیاں پیدا کرتے ہیں۔ اور بھول جاتے ہیں کہ فساد کرنے والوں کا انجام اچھا نہیں ہوتا۔ مانی ہوئی حقیقت ہے کہ ہر زمانہ میں خدا کے فرستادہ اور لوگوں کے درمیان ایک دیوار کھڑی کی جاتی ہے۔ تا فرستادہ کا حسن و جمال ان پر ظاہر نہ ہو جائے۔ اس زمانہ میں یہ ”سعادت“ آپ کے

خاندان کے حصے میں آتی ہے۔ لیکن آپ کو متنبہ کیا جاتا ہے کہ ایسا کرنے والے نہ صرف خود بلکہ ان کی خود ساختہ عمارتوں کی بنیادوں کو اکھاڑ پھینکا جاتا ہے۔ دیواروں کے ساتھ چھتیں بھی گر گئیں۔ (نہ کارکن بچے۔ نہ افسران و ناظران سب ہی ہلاک)۔ وہی دیواریں جن پر ایسا ناز تھا کہ ہم ”ایک منظم جماعت“ ہیں اس طرح اوندھے منہ گرے کہ اپنے سرداروں کو بھی لے کرے۔ کیا ہی بد قسمت اور بد بخت، ناعاقبت شناس قوم ہو کہ کل تک جن باتوں کا پرچار کرتے تھکتے نہیں تھے ان سب کو بھلا کر وہی رویے اور وہی چلن اختیار کر لئے۔ جو منکرین مسیح موعود کے ہوتے تھے۔ گویا۔۔۔ ”تم نے بھی سیکھ لئے ہیں ان کے چلن تمام“

جناب مرزا مسرور احمد محترم! جب عذاب آتا ہے تو سب کا سب دھرے کا دھرا رہ جاتا ہے۔ ہلا کو خان سے ایک بڑھیا نے کہا تم پر اللہ کا عذاب نازل ہو۔ کہنے لگا میں تو خود اللہ کا عذاب ہوں۔ مجھے عذاب سے کیا ڈراتی ہو۔ بات سے بات نکلتی ہے۔ عذاب کے دنوں میں ایک عباسی خلیفہ (غالباً منصور) نے ترنگ میں آکر (جب عذاب ذرا ہلکا ہوا تھا) درباریوں سے کہا۔ میری وجہ سے اللہ تعالیٰ نے تم سے عذاب دور کر دیا ہے۔ دربار میں ایک آزاد منش حق گو بھی موجود تھا سن کر کہا۔ خدا تعالیٰ نہیں چاہتا کہ ہم پر دوہرا عذاب مسلط ہو۔ ایک وبا کی صورت میں اور دوسرا خلیفہ منصور کی شکل میں۔

عذاب ہمیشہ غیر معمولی طریق سے آتے ہیں۔ جن پر آتا ہے انہیں شعور ہی نہیں ہوتا کہ عذاب آ رہا ہے۔ ان کی تدبیروں کے سبب جو وہ اپنے زمانہ کے مرسل کے خلاف کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ایک طریق یہ بھی ہوتا ہے کہ غافلوں کو اور زیادہ غفلت میں مبتلا کر کے ان پر عذاب کے کوڑے برساتا ہے اور انہیں خبر بھی نہیں ہوتی۔

مرزا مسرور احمد صاحب! آپ کتنے عجیب ہیں کہ خدا تعالیٰ کے غضب کو ظاہر ہوتا دیکھ کر بھی اپنے حال پر قائم ہیں؟ کیا تباہ ہونے کے ارادے ہیں؟ عام دنوں میں خدا تعالیٰ کی بخشش اور رنگ میں ظاہر ہوتی ہے عام دنوں میں خدا تعالیٰ کی ستاری کا مضمون اور طرز پر چلتا ہے۔ گو خدا تعالیٰ کی بخشش اور ستاری اور مغفرت تصور انسانی سے بہت وسیع ہے۔ لیکن وہ دن جب خدا تعالیٰ تعزیری کاروائی شروع کر دیتا ہے۔ وہ دن نہایت خطرناک ہوتے ہیں۔ ڈریں اس وقت سے کہ خدا تعالیٰ کی ستاری کی چادر کھینچ لی جائے اور آپ کو انہی سزاؤں کا سزاوار قرار دیا جائے جو معاندین حق کی سزائیں ہوتی ہیں۔ کیا کل تک آپ یہی نصائح نہیں کیا کرتے تھے کہ عذاب الہی کیلئے ضروری ہے کہ انسان تکذیب مرسل اور استہزاء اور ٹھٹھے اور ایذا میں حد سے بڑھے۔ حق کو مکر کے ساتھ چھپایا جائے۔ کیا اب سنت اللہ تبدیل ہو جائیگی؟ تم ہو جنہوں نے ہر تنبیہ سنی ان سنی کر دی۔ تمہیں نہیں چاہیے تھا کہ اول کافر بنے۔ اور یہود کے نقش قدم پر چلتے۔ لیکن تم نے اور تمہاری جماعت نے گویا طے کر رکھا ہے کہ نہ صرف گزشتہ اقوام کی تاریخ دہرائیں گے بلکہ اس میں کچھ اضافے بھی کریں گے۔

فکر والوں کو پتے ہیں اس نشانی میں بہت۔ **وَإِنْ يَرَوْا آيَةً يُعْرِضُوا وَيَقُولُوا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ**۔ (القمر۔ ۳) اور اگر وہ کوئی نشان دیکھیں گے تو ضرور اعراض کر جائیں گے۔ اور کہہ دیں گے کہ یہ محض ایک دھوکہ ہے۔ جو ہمیشہ سے چلا آتا ہے۔

کورونائرس کی شکل میں پھیلنے والی منفرد عالمی وبا کو عذاب الہی یا نشان کہنے سے اعراض کرنے والے خواہ پسند کریں یا ناپسند مگر سن لیں

جس طرح طاعون کو حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام نے اپنے انکار کا نتیجہ قرار دیا اسی طرح حضرت عبدالغفار جنبہ مجدد صدی پانزدہم کی غلام مسیح الزماں نے بھی دنیا کو اپنے ہلاکت خیز شکنجے میں جکڑنے والی حالیہ ہوشربا و باکواپنی صداقت کی تائید میں پیش کیا ہے۔ جس طرح حضرت مسیح موعودؑ کے حق میں کسوف و خسوف کا نشان ۱۸۹۴ء میں ظاہر ہوا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے انہی شرائط کے تحت غلام مسیح الزماں کی تائید میں ۲۰۰۳ء کو کسوف و خسوف ظاہر کر دیا۔ چاند گرہن بروز ہفتہ مورخہ ۸ نومبر ۲۰۰۳ء بمطابق ۱۳ رمضان المبارک ۱۴۲۴ھ اور سورج گرہن بروز اتوار مورخہ ۲۳ نومبر ۲۰۰۳ء بمطابق ۲۸ رمضان المبارک ۱۴۲۴ھ کو ظاہر ہوا۔ امام مہدی و مسیح موعود حضرت مرزا غلام احمدؑ اپنی کتاب حقیقتہ الوحی میں لکھتے ہیں:۔ ”یہ طاعون ہماری جماعت کو بڑھاتی ہے“ (روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۷۰-۵۶۸)

اسی طرح جناب مرزا بشیر احمد صاحب لکھتے ہیں:۔ ”خدا کا قاعدہ ہے بعض اوقات اس قسم کی بیماریوں کو بھی مرسلین کی صداقت کا نشان قرار دیتا ہے اور ان (بیماریوں) کے ذریعے سے اپنے قائم کردہ سلسلوں کو ترقی دیتا ہے۔“ (سلسلہ احمدیہ جلد اول صفحہ ۱۱۶ (۱۸۸۹ تا ۱۹۳۹)) اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے ہی حق کو اپنے نشانوں کے ذریعے قائم کرتا رہا ہے۔ سچ ہے کہ روحانی ناپیدائی کی وجہ سے نہ آسمانی نشان دکھائی دیتے ہیں نہ روحانی شنوائی کے فقدان کی وجہ سے خدا تعالیٰ کے کلام کو سنتے ہیں۔ سچ ہے کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ سینوں میں جو دل ہیں وہ اندھے ہوتے ہیں۔ اے شخص غور کر! کیونکہ عقل اسی دن کیلئے ہوتی ہے۔

اے فریب خوردہ ناعاقبت اندیش، متکبر گروہ کے سرخیل! تمہیں کیسے سمجھائیں کہ وہ راگ نہ گاؤ جو آسمان گاتا نہیں! خود بھی تہر الہی کا نشانہ نہ بنو اور ان زبردست اندھے بہرے مقلدین کو بھی ہلاکت سے بچاؤ۔ سو سال سے جن کی گردنوں کو اس سختی اور شدت سے اپنے گھٹنوں کے نیچے دبا رکھا ہے کہ وہ کسی سیاہ فام (جارج فلائید) کی طرح سفید فام تہرمان کو یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ ہمیں سانس لینے میں دشواری پیش آرہی ہے۔ میرا دم گھٹ رہا ہے۔

اے بصارت اور بصیرت سے کلیہ محروم بد بخت گروہ کے بدنصیب رہنما۔ دیوار پر چلی حروف سے لکھی اس تحریر کو کیوں نہیں پڑھتے ”اپنے گھٹنے اسیران راہ مولا کی گردنوں سے ہٹاؤ“۔ ڈرو اس وقت سے جب تمہاری گردنیں انہی زبردست انسانوں کے گھٹنوں کے نیچے دبی ہوں گی۔

ہم دیکھیں گے

لازم ہے ہم بھی دیکھیں گے

وہ دن کہ جس کا وعدہ ہے

جو لوحِ ازل میں لکھا ہے

ہم دیکھیں گے

قرآن کریم سے پتہ چلتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ سورہ الشوریٰ میں فرماتا ہے:-

وَيَعْلَمَ الَّذِينَ يُجَادِلُونَ فِي آيَاتِنَا مَا لَهُمْ مِنْ مَّخِيصٍ (الشوریٰ- ۳۶) اور تا وہ لوگ جو ہمارے نشانوں میں بحث کرتے ہیں جان لیں کہ ان کیلئے بھاگنے کی کوئی جگہ نہیں۔ گھیرا تنگ ہوتا جا رہا ہے۔ وَلَا تَحِثُّ مَنَاصٍ۔

حضرت مسیح موعودؑ عام وبا کیلئے (عربی قصیدہ میں) دعا کرتے ہیں۔ یعنی ”جب ہلاک کر دینے والا فسق۔ ایک طوفان کی طرح بڑھ گیا۔ تو میں نے خدا سے چاہا کہ کاش ایک وبا پڑے۔ جو لوگوں کو ہلاک کر دے۔ کیونکہ عقلمندوں کے نزدیک لوگوں کا مرجانا اس سے زیادہ پسندیدہ اور عمدہ سمجھا جاتا ہے کہ وہ تباہ کر دینے والی گمراہی میں مبتلا ہو جائیں“

مختلف انسانی شکلوں اور خلیوں میں جس قسم کے طاغوت نے انسانوں کو بری طرح جکڑ کر جہالت اور جذباتیت کے عقوبت خانوں میں قید کر رکھا ہے۔ ان کے چہرے اور شکنجے ٹوٹنے کا وقت آپہنچا ہے۔ لمبی بات کا یارا نہیں۔

دنیا بھر سے خبریں آرہی ہیں کہ بعض حکومتیں مخصوص قیدیوں کی رہائی کیلئے نہ صرف لائحہ عمل پر غور کر رہی ہیں بلکہ بعض حکومتوں نے رہائی کا یہ سلسلہ شروع کر دیا ہے۔ الہی نوشتوں کے مطابق اس زمانہ میں بھی اسیروں کی رہائی مقدر ہے۔ جیسا کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی میں بھی ”اسیروں کی رستگاری“ کا ذکر ملتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کچھ الہامات درج کئے جاتے ہیں۔ جن پر ذرا سا بھی غور کیا جائے تو سارا معاملہ کھل کر ظاہر ہو جاتا ہے کہ اس نظام کی (جو فرعونی نظام کے ساتھ مماثلت اختیار کر گیا ہے) کی کیا حقیقت ہے؟ اور کیا مستقبل ہے؟

(۱) ”رہاگوسفندان عالی جناب“ ترجمہ۔ عالی جناب کی بھیڑیں رہا ہیں۔ (تذکرہ صفحہ ۴۸۳)

(۲) كَفَفْتُ عَنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ“ ترجمہ۔ میں نے بنی اسرائیل سے (دشمن کا حملہ) روک دیا۔ (تذکرہ ۴۴۸)

(۳) يَا قَوْمِ عَلَىٰكَ زَمَنٌ كَيْبُثِلِ زَمَنِ مَوْسَىٰ“ ترجمہ۔ تم پر ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے جو موسیٰ کے زمانہ کی طرح ہوگا۔

(تذکرہ صفحہ ۴۰۸)

(۴) کہتے ہیں کہ ہم ایک قومی جماعت ہیں۔ جو جواب دینے پر قادر ہیں۔ عنقریب یہ ساری جماعت بھاگ جائیگی اور پیٹھ پھیر لیں گے۔ اور جب یہ لوگ کوئی نشان دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں کہ یہ ایک معمولی اور قدیمی سحر ہے حالانکہ اُنکے دل اُن نشانوں پر یقین کر گئے ہیں اور دلوں میں انہوں نے سمجھ لیا ہے کہ اب گریز کی جگہ نہیں۔ (تذکرہ صفحہ ۵۹)

جیسا کہ مسلم ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بعثت کی ایک غرض بنی اسرائیل کو فرعون کے چُنُگل سے رہائی دلانا تھا۔ اسی طرح حضرت امام مہدی علیہ السلام نے بھی اپنے بعد آنے والے غلام مسیح الزّماں کے بارے میں ظاہر کیا کہ وہ اسیروں کی رہائی کا موجب ہوگا۔

آپ کو بھی اے مرزا مسرور احمد صاحب! حضرت موسیٰ کی زبان میں یہ پیغام دیا جاتا ہے جو انہوں نے اپنے وقت کے فرعون کو دیا تھا۔

فَأَرْسِلْ مَعِيَ بَنِي إِسْرَائِيلَ۔ (الاعراف۔ ۱۰۶) وہ جو پنچہ استبداد میں جکڑے ہوئے قبروں کے اُگلے ہوئے مردوں کی مانند ہو چکے

ہیں۔ ان اسیروں کو رہا کر دیجئے جو مہدی کی عقیدت کا سوسال سے تاوان ادا کر رہے ہیں۔ اُن کی رہائی میں خود آپ کی رہائی بھی مضمحل ہے۔ اگر ذرا سا بھی شعور سے کام لیں۔

چند روز قبل آدھی رات کو نیویارک کے مصروف ترین علاقے میں ایک نوجوان باہر نکلا۔ اس نے انسانوں کی بجائے عالمی معیشت کے گڑھ نیویارک سٹی کو مخاطب کیا۔ وڈیوائرل ہو چکی ہے۔ ”میں نے یہ جانا کہ گویا یہ بھی میرے دل میں ہے“ کا درجہ پا چکی ہے۔ قبولیت عامہ کے لحاظ سے۔ اسی طرح حقیقت حال سے باخبر ایک مظلوم احمدی نے بھی انسانیت سوز جرائم اور فتنوں کے گڑھ نظامِ جماعت کے دامن کو پکڑتے ہوئے زبان حال سے کسی بوڑھے عرب خطیب کے گرجدار لہجے میں نیویارک سٹی کی بجائے خون آشام نظامِ جماعت کو کہہ کر مخاطب کیا ہے کہ۔۔۔ ”اس آئینے میں تیرے خدو خال سے کچھ ہیں“

اے استحصالی نظامِ جماعت! تیرے گناہ خدا کے غضب کو دعوت دے چکے ہیں۔ خدا تجھ سے بہت ناراض ہے۔ ہم سب سے بری قوم ہیں۔ ہمیں توبہ کرنی چاہیے۔ اے انسانوں کو حیوان بنانے والے نظام۔ تجھے معلوم ہے۔۔۔ ہماری انا اور تکبر نے ہمیں تباہ کر دیا ہے۔ اے کذب و ریا کے مظہر نظام۔ رب کے سامنے عاجزی اور توبہ کا وقت ہے۔ سرکشی، تکبر، حُب مال اور مادیت سے توبہ کرو۔ اے نظام تیرے پروگرام پورے ہو چکے ہیں۔ اے بنیادی حقوق سلب کرنے والے نظام۔ ہم اندھے ہیں اور اندھوں کی تقلید کر رہے ہیں۔ بائبل کے مطابق ہم گڑھے میں گرنے والے ہیں۔

اے نظامِ جماعت پہلے تو صرف بندوں کے غضب کا نشانہ بنا ہوا تھا لیکن مجبّہ صدی پانزدہم کے انکار کی پاداش میں خدا کے غضب کا بھی نشانہ بن رہا ہے۔ وائے حسرت تیری قسمت تو نے اپنے اوپر دو لعنتیں اکٹھی کر لیں ہیں۔ کچھ تو خدا کا خوف کیا ہوتا۔ کتنا بد نصیب ہے وہ نظام جس نے اپنے ہی بانی جماعت کی تعلیم کے ہر جز کو فراموش کر دیا۔ اے نظامِ جماعت! بہت دیر ہو گئی۔ اب توبہ کرو۔ کیونکہ ہر چیز کا اختتام ہونا ہے۔ اے نظامِ جماعت۔ تو بہت مشکل وقت سے گذر رہا ہے۔ رب تم سے خفا ہے۔ ہمیں غلط راستہ چھوڑنا ہوگا۔ رب سے رجوع کرنا ہوگا۔ اس سے پہلے کہ دیر ہو جائے۔

وہی حق کے ظاہری لفظوں میں ہے وہ زلزلہ  
کچھ ہی ہو پر وہ نہیں رکھتا زمانہ میں نظیر  
یہ جو طاعون ملک میں ہے اسکو کچھ نسبت نہیں  
پر خدا کا رحم ہے کوئی بھی اس سے ڈر نہیں  
یہ خوشی کی بات ہے سب کام اُسکے ہاتھ ہے  
آگ ہے پر آگ سے وہ سب بچائے جائیں گے جو کہ رکھتے ہیں خدائے ذوالعجب سے پیار  
انبیاء سے بغض بھی اے غافلوں اچھا نہیں  
دور تر ہٹ جاؤ اس سے ہے یہ شیروں کی کچھار

لیک ممکن ہے کہ ہو کچھ اور ہی قسموں کی مار  
فوقِ عادت ہے کہ سمجھا جائے گا روز شمار  
اُس بلا سے وہ تو ہے اک حشر کا نقش و نگار  
اُن کو جو جھکتے ہیں اس درگہ پہ ہو کر خاکسار  
وہ جو ہے دھیما غضب میں اور ہے آئرزگار  
جو کہ رکھتے ہیں خدائے ذوالعجب سے پیار  
دور تر ہٹ جاؤ اس سے ہے یہ شیروں کی کچھار

وہ جوتھے اُونچے محل اور وہ جوتھے قصر بریں پست ہو جائیں گے جیسے پست ہو اک جائے غار  
یہ نشانِ آخری ہے کام کر جائے مگر ورنہ اب باقی نہیں ہے تم میں امید سدھار  
آسمان پر ان دنوں قہر خدا کا جوش ہے کیا نہیں تم میں سے کوئی بھی رشید و نہار  
اس گھڑی شیطان بھی ہو گا سجدہ کرنے کو کھڑا دل میں یہ رکھ کر کہ سجدہ ہو پھر ایک بار  
یا الہی اک نشاں اپنے کرم سے پھر دکھا گردنیں جھک جائیں جس سے اور مکتذب ہوں خوار  
اک کرشمہ سے دکھا اپنی وہ طاقت اے قدیر جس سے دیکھے تیرے چہرے کو ہر اک غفلت شعار  
”پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی“ یہ خدا کی وحی ہے اب سوچ لو اے ہوشیار  
کب یہ ہوگا؟ یہ خدا کو علم ہے پر اس قدر دی خبر مجھ کو کہ وہ دن ہوں گے ایام بہار

”اس سے پہلے کہ دیر ہو جائے۔ یہ طاعون اس حالت میں فرو ہوگی جبکہ لوگ خدا کے فرستادہ کو قبول کر لیں گے“ (روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۲۲۹)

”جب تک وہ خدا کے مامور اور مرسل کو مان نہ لیں تب تک طاعون دور نہیں ہوگی۔“ (روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۲۲۵)

’أُبَلِّغُكُمْ رِسَالَاتِ رَبِّي وَأَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ أَمِينٌ‘ (اعراف-۶۹)

میں اپنے رب کے پیغام کو پہنچاتا ہوں اور میں تمہارا خیر خواہ (اور) امانت دار ہوں۔

السَّلَامُ عَلَيَّ مَنِ اتَّبَعَ الْهَدَى

خاکسار

طارق چوہان

صدر مجلس شوریٰ

بمعدہ جملہ ممبران مجلس شوریٰ جماعت احمدیہ اصلاح پسند

☆☆☆☆☆☆☆☆